International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:02, Issue: 02, July-Dec 2022
pp: 101 - 121

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

سورۃ الاحزاب آیت (72) کے تناظر میں امانت و حمل امانت کا مفہوم۔ایک جائزہ

The meaning of The 'Trust which Humanity has undertaken' in the light of Surah Al-Ahzab, Verse 72 – An Analysis

Hafiz Muhammad Ramzan
PhD scholar, Department of Usool ud Din, University of Karachi
Dr Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professsor, Department of Islamic Learning, University of Karachi
dratifrao@uok.edu.pk

Abstract

The Holy Qur'an is a complete code of life. It deals with all aspects of life. However, it is not easy to understand without the interpretation of the Qur'an. Therefore, it is imperative to study exegesis to understand the various conceptions of the Qur'an deeply. This article focuses on 'The Trust which Humanity has undertaken'. The article begins by describing the meaning of 'The Trust which Humanity has undertaken' by various prominent interpreters and references. The article discusses the views of scholars, based on their research that define the meanings and concepts of trust that humanity has undertaken. Furthermore, the paper presents an analytical study from Urdu exegesis regarding the meaning and description of the trust that humanity has undertaken. While interpreting this verse, different interpreters presented different meanings and opinions of the trust. The majority of interpreters' views differ from one another. This article describes how many interpreters have defined the concept of the trust, the different opinions of interpreters, and the nature of the differences. The article concludes itself by elaborating on the best opinion among all.

Keywords: Concept of the trust, Urdu exegesis, prominent interpreters, Surah Al-Ahzab, Verse 72.

تعارف موضوع

قرآنِ مجید تمام علوم و معارف کا سمندر ہے جس میں کہیں اجمال ہے اور کہیں تفصیل۔ بعض مقامات بالکل واضح ہیں جب کہ بعض غیرِ واضح۔اسی طرح ترادفِ قرآنی اور مشکلات القرآن بھی ایک وسیع علم ہے جس کو فن تفسیر میں نمایاں مقام

CC BY

حاصل ہے۔ قرآنِ کریم کی بعض اصطلاحات کو مفسرین نے اپنے فہم کے مطابق واضح کیا ہے، انہیں میں سے دو اصطلاحات "امانت" اور "حملِ امانت" کو سمجھنے کے لیے قدیم و جدید تفاسیر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ مقالہ کے اجزائے ترکیبی حسبِ ذیل ہوں گے:

1۔امانت و حملِ امانت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

2۔ان دو اصطلاحات کی تعبیر و تشریح میں مفسرین کی آراء

امانت و حملِ امانت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

ان اصطلاحات کی وضاحت سے قبل زیرِ بحث آیت قرآنی اور اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا ٱلْإِنسَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۔[1]

ترجمہ: بے شک ہم نے آسمانوں پر اور زمینوں پر اور پہاڑوں پر (اپنے احکام کی) امانت پیش کی تو انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کیا اور اس میں خیانت کرنے سے ڈرے اور انسان نے اس امانت میں خیانت کی بے شک وہ بہت ظلم کرنے والا، بڑا جاہل ہے۔[2]

اب ذیل میں ان دونوں اصطلاحات کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ کی وضاحت کی جائے گی۔

امانت کا لغوی معنیٰ:

الأمن والسكون ورفع الخوف والوحشة والاضطراب[3]

ترجمہ: سلامتی، سکون، اور خوف، تنہائی اور انتشار کو دور کرنا۔

امانت کا اصطلاحی مفہوم:

هي كلّ حقّ لزمك أداؤه وحفظه[4]

ترجمہ: ہر وہ حق ہے جسے پورا کرنا اور اس کا تحفظ کرنا آپ پر فرض ہے۔

حمل امانت کا لغوی معنیٰ:

نقيض الامانة واصل الخون النقص[5]

ترجمہ: ایمان داری کے برعکس اور خیانت کی جڑ کمی ہے۔

حمل امانت کا اصطلاحی مفہوم:

حمل الشئ يحمله حملاوحملانا فهومحمول وحميل واحتمله وقول النابغة فحملت برة واحتملت فجار[6]

ترجمہ: کسی چیز کو اٹھانا، اسے بوجھ کے طور پر اور ایک بوجھ کے طور پر اٹھانا، لہذا یہ قابل نقل اور بوجھ ہے اور اسے برداشت کرنا اور نابغہ کا قول ہے: تو میں نے راست بازی کی اور ایک بے دین کو برداشت کیا۔

لسان العرب کی لغت میں حمل امانت کا معنی ہے امانت میں خیانت کرنا۔

علامہ ابن منظور افریقی (متوفیٰ: 711ھ) حمل امانت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الزجاج معنی یحملنها یخنها۔قال الحسن اراد الکافر والمنافق حملا الامانة ای خانا ولم یطیعا[7]

ترجمہ: زجاج نے کہا "یحملنہا" کا مطلب، "یخنہا" (وہ اس کے ساتھ خیانت کرتے ہیں)۔ "حسن نے کہا، "کافر اور منافق نے امانت کو اٹھایا، "یعنی انہوں نے اس میں خیانت کی اور اطاعت نہیں کی۔

چونکہ حمل کا معنی "اٹھانا" مشہور ہے اس لیے علماء کی اکثریت نے حمل امانت کا معنی "امانت کا اٹھانا" کیا ہے جبکہ اس کا ایک معنی خیانت کرنا بھی ہے اس معنی کا استعمال چند مفسرین نے اپنی تفاسیر میں کیا ہے اور سورۃ احزاب: 72 میں حمل امانت کا معنی امانت میں خیانت کرنا کیا ہے۔ لہذا جس طرح حمل کا معنیٰ اٹھانا ہے اسی طرح خیانت کرنا بھی ہے۔

امانت کی مختلف صورتیں:

شریعت کی نظر میں امانت ایک وسیع المفہوم لفظ ہے قرآن وسنت کے ذخیرہ میں امانت کے لفظ کا اطلاق بہت سارے معانی اور ذمہ داریوں پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب اللہ کے پیارے رسول ﷺ عثمان بن طلحہ شیبی سے بیت اللہ کی کنجی لے کر اندر داخل ہوئے اور نماز پڑھ کر باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان پر یہ آیت جاری تھی: إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا جس میں امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے جس کے مطابق آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے حوالے کر دی۔[8] اس حدیث میں امانت کا اطلاق کنجی پر کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ جو بھی کسی کی امانت ہے اسے لوٹا دی جائے۔

مفتی شفیع عثمانی (متوفیٰ: ھ) النساء: 58 کی تفسیر کے اختتام میں بطور خلاصہ تحریر کرتے ہیں:

اس جگہ یہ بات غور طلب ہے کہ قرآن حکیم نے لفظ امانت بصیغہ جمع استعمال فرمایا جس میں اشارہ ہے کہ امانت صرف یہی نہیں کہ کسی کا کوئی مال کسی کے پاس رکھا ہو جس کو عام طور پر امانت کہا اور

سمجھا جاتا ہے بلکہ امانت کی کچھ اور قسمیں بھی ہیں جو واقعہ آیت کے نزول کے حوالہ سے ذکر کیا گیاہے اس میں کسی قسم کی مالی امانت کا ذکر نہیں ہے۔ بیت اللہ کی کنجی کوئی خاص مال نہ تھا، بلکہ یہ کنجی خدمت بیت اللہ کے ایک عہدہ کی نشانی تھی۔(9)

مفتی شفیع ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ امانت بطور واحد استعمال نہیں ہوا بلکہ (الامانات) جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ لفظ امانت وسیع المفہوم ہے۔

لفظ امانت کو مصدر ہونے کے باوجود (قرآن پاک میں کئی مقامات پر) جمع کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے تاکہ امانت کی سب قسموں کو شامل ہو جائے خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا حقوق العباد سے، حقوق اللہ سے متعلق امانات تمام شرعی فرائض و واجبات کا ادا کرنا اور تمام محرمات و مکروہات سے پرہیز کرنا ہے۔ حقوق العباد سے متعلق امانات میں مالی امانت کا داخل ہونا تو معروف و مشہور ہے کہ کسی شخص نے کسی کے پاس اپنا مال امانت کے طور پر رکھ دیا یہ اس کی امانت ہے، اس کی حفاظت اس کے واپس کرنے تک اس کی ذمہ داری ہے۔(10)

مفتی شفیع بیان کرتے ہیں کہ لفظ امانت حالانکہ مصدر ہے اس کے باوجود قرآن مجید میں کئی مقامات پر جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے تاکہ امانت کی جملہ اقسام کی وضاحت ہو جائے، چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے۔

عہدہ و منصب:

احادیث مبارکہ میں بھی امانت کا اطلاق متعدد چیزوں پر ہوا ہے جن میں سے ایک عہدہ و منصب بھی ہے۔ اس کے بارے میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ جب بھی کسی کو عہدہ و منصب ملے تو وہ اس کا غلط استعمال نہ کرے کیوں کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک امانت ہے اور اس کی پاسداری ہر مسلمان پر لازم ہے اور یہ بھی صراحت کر دی گئی ہے کہ اگر عہدہ و منصب کسی نااہل شخص کے پاس آجائے تو سمجھ لینا کہ یہ علامات قیامت سے ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ضيعت الأمانة فانتظر الساعة قال كيف إضاعتها يا رسول الله قال إذا أسند الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة(11)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرو پوچھا یارسول اللہ ﷺ امانت کس طرح ضائع کی جائے گی فرمایا جب معاملات ،مناصب نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

مذکورہ حدیث میں عہدہ و منصب پر امانت کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ امانت کا ضائع ہونا اور

نااہل لوگوں کا عہدہ و منصب پر آنا علامات قیامت سے ہے۔

مجلس کی باتیں:

حدیث پاک میں مجلس میں کی گئی باتوں کو بھی امانت میں شمار کیا گیا ہے اور یہ تاکید کی گئی ہے کہ امانت میں خیانت نہ کی جائے جیسا کہ ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" المجالس بالامانة"(12)

ترجمہ: مجلس میں کی جانے والی باتیں بھی امانت ہیں۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امانت وسیع المفہوم لفظ ہے جس کے متعدد معانی قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔

مشہور ماہر لغات کے نزدیک حمل امانت کا مفہوم

سورۃ احزاب:72 میں مذکور حمل امانت سے کیا مراد ہے، اس بارے میں مشہور ماہرین لغات اپنی کتب میں مختلف معانی و مفاہیم مراد لیتے ہیں جن میں سے چند ماہرین کی آراء درج ذیل ہیں۔

1. ابن منظور افریقی (متوفیٰ 711ھ) لکھتے ہیں:

وقوله عز وجل إنا عرضنا الأمانة على السموات والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وأشفقن منها وحملها الإنسان قال الزجاج معنى يحملنها يخنها والأمانة هنا الفرائض التي افترضها الله على آدم والطاعة والمعصية وكذا جاء في التفسير والإنسان هنا الكافر والمنافق وقال أبو إسحق في الآية إن حقيقتها والله أعلم أن الله تعالى ائتمن بني آدم على ما افترضه عليهم من طاعته و أتمن السموات والأرض والجبال وكل من خان الأمانة فقد حملها وكذلك كل من أثم فقد حمل الإثم ومنه قوله تعالى وليحملن أثقالهم الآية فأعلم الله تعالى أن من باء بالإثم يسمى حاملا للإثم۔(13)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا قول بے شک ہم نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر امانت کو پیش کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھالیا۔"زجاج نے کہا یحملنها کا معنی یخنها ہے۔ یہاں امانت سے مراد وہ قوانین ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر عائد کیے۔ فرمانبرداری اور نافرمانی اور اسی طرح تفسیر میں آیا ہے اور یہاں انسان سے مراد کافر

اور منافق ہے اس کی حقیقت خدا بہتر جانتا ہے اور خدا نے آدم کی اولاد کو سپرد کی ہے جس پر اس نے ان پر اطاعت فرض کی اور سپرد کیا آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ہر وہ شخص جس نے امانت میں خیانت کی پس اس نے اسے اٹھایا اور اسی طرح ہر ایک جس نے گناہ کیا وہ گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور بے شک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے پس اللہ زیادہ جانتا ہے بے شک جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ گناہ اٹھانے والا کہلاتا ہے۔

مشہور صاحب لغت ابن منظور افریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ حمل امانت کا معنی امانت میں خیانت کرنا ہے اور اس پر بطور دلیل زجاج کا قول نقل کرتے ہیں کہ زجاج نے کہا: یحملنھا کا معنی ہے یخنھا یعنی آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کیا اور اس میں خیانت کرنے سے ڈر گئے اور جو شخص کسی کی امانت میں خیانت کرے وہ اس کے بوجھ کو اٹھاتا ہے اسی طرح ہر وہ شخص جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ اس گناہ کو اٹھاتا ہے۔

2. علامہ مجد الدین فیروز آبادی (متوفیٰ 817ھ) لغت کی مشہور کتاب القاموس المحیط میں لکھتے ہیں:

وقوله عز وجل إنا عرضنا الأمانة على السموات والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وأشفقن منها وحملها الإنسان قال الزجاج معنى يحملنها يخنها۔(14)

ترجمہ: اللہ کا قول ہے بے شک ہم نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی انہوں نے اس میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اس میں انسان نے خیانت کر لی۔ زجاج نے کہا کہ یحملنھا کا معنی یخنھا ہے۔

علامہ فیروز آبادی القاموس المحیط میں زجاج کے قول کے مطابق حمل کا معنیٰ خیانت کرنا لکھتے ہیں ۔علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں کہ حمل کا معنی اٹھانا بھی ہے لیکن خیانت کرنا زیادہ مناسب ہے۔

3. علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفیٰ 1205ھ) لغت کی مشہور کتاب تاج العروس میں حمل کا معنیٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أبين أن يحملنها يعني الأمانة وأدينها وأداؤها طاعة الله فيما أمرها به والعمل به وترك المعصية وحملها الإنسان قال الحسن أراد الكافر والمنافق حملا الأمانة أي خانا ولم يطيعا۔(15)

ترجمہ: انہوں نے اس میں یعنی امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا اور اس کو ادا کر دیا اور اس کا ادا کرنا اللہ کی فرمانبرداری ہے اس معاملہ میں جس پر اس نے عمل کرنے اور گناہ چھوڑنے کا حکم دیا

اور انسان نے اس میں خیانت کی۔ حسن نے کہا کافر اور منافق نے ارادہ کیا امانت میں خیانت کرنے کا یعنی ان دونوں نے خیانت کی اور نافرمانی کی۔

مشہور ماہر لغات علامہ ابن منظور افریقی، علامہ زبیدی، علامہ فیروزآبادی نے اپنی کتب لغت میں حمل کا معنی خیانت کرنا کیا ہے اور بطور دلیل قول زجاج پیش کرتے ہوئے حمل امانت کی وضاحت کی ہے۔

متقدمین مفسرین کے نزدیک حمل امانت کا مفہوم

سورۃ احزاب:72 میں مذکور حمل امانت سے کیا مراد ہے اس بارے میں متقدمین مفسرین کی مختلف آراء ہیں اور انہوں نے اپنی کتب تفسیر میں اس کے مختلف معانی و مطالب بیان کیے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

1. علامہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی حنفی (متوفیٰ 375ھ) سورۃ احزاب:72 میں یحملنها کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وروی عن الحسن انه قال عرض على السموات والارض عرض تخيير لاعرض ايجاب۔[16]

ترجمہ: حضرت حسن سے روایت ہے کہ آسمانوں اور زمینوں پر جس امانت کو پیش کیا تھا وہ اختیاراً تھا نہ کہ ایجاباً۔

علامہ سمرقندی امانت اٹھانے کے حکم کو اختیاری قرار دیتے ہیں نہ کہ وجوبی اور ان کے نزدیک حمل کا معنیٰ اٹھانا ہے یعنی ان کو اختیار دیا تھا کہ وہ اس امانت کو قبول کریں یا نہ کریں یہی وجہ ہے کہ اس امانت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ گناہ گار نہیں ہوئے۔

2. امام حسین بن مسعود البغوی (متوفیٰ 516ھ) حمل امانت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وذكر الزجاج وغيره من أهل المعاني، في قوله وحملها الإنسان قولان ، فقالوا: إن الله ائتمن آدم وأولاده على شيء وائتمن السماوات والأرض والجبال على شيء ، فالأمانة في حق بني آدم ما ذكرنا في الطاعة والقيام بالفرائض، والأمانة في حق السماوات والأرض والجبال هي الخضوع والطاعة لما خلقهن له يقال: فلان لم يتحمل الأمانة أي:لم يخن فيها وحملها الإنسان أي : خان فيها، يقال: فلان حمل الأمانة أي:أثم فيها بالخيانة يعني الكافر والمنافق ، حملا الأمانة أي: خانا۔[17]

ترجمہ: اور زجاج وغیرہ (جو اہل معانی ہیں) نے ذکر کیا اس کے قول وحملها الانسان کے بارے میں دو قول ہیں انہوں نے کہا خدا نے آدم اور اس کی اولاد کو ایک چیز سونپی اور آسمانوں، زمین اور

پہاڑوں کو ایک چیز سونپی۔ پس اولاد آدم کے حق میں امانت وہ ہے جس کا ذکر ہم نے اطاعت اور فرائض کی انجام دہی میں کیا اور وہ امانت جو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے حق میں ہے وہ عاجزی اور فرمانبرداری ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوئے۔ کہا جائے گا کہ فلاں نے امانت کو نہیں اٹھایا یعنی اس نے خیانت نہیں کی اور اس کو انسان نے اٹھالیا یعنی اس نے اس میں خیانت کی بے شک اس نے کہا اسے انسان نے اٹھالیا یعنی کافر اور منافق نے امانت کو اٹھالیا یعنی اس میں خیانت کی۔

علامہ بغوی لکھتے ہیں کہ حملها الانسان میں دو قول ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اللہ نے آدم اور ان کی اولاد کو امانت پیش کی اور دوسرا قول یہ ہے کہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی۔ پس انہوں نے اس میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا اور انسان نے اس کو اٹھالیا یعنی اس میں خیانت کرلی علامہ بغوی اپنی تفسیر بغوی میں حمل کا معنیٰ خیانت کرنا مراد لیتے ہیں اور انسان سے مراد کافر اور منافق لیتے ہیں۔

3. علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری (متوفیٰ 538ھ) یحملنها میں حمل کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنه لا يؤديها إلى صاحبها حتى تزول عن ذمّته ويخرج عن عهدتها لأن الأمانة كأنها راكبة للمؤتمن عليها وهو حاملها. ألا تراهم يقولون: ركبته الديون، ولى عليه حق، فإذا أداها لم تبق راكبة له ولا هو حاملا لها۔(18)

ترجمہ: جب کوئی شخص امانت اس کے مالک کو واپس کرنے کا ارادہ نہ کرے تو کہا جاتا ہے فلاں شخص امانت کے بوجھ کو اٹھانے والا ہے، گویا امانت اس پر سوار ہے اور وہ اس کو اٹھانے والا ہے۔

علامہ زمخشری بھی یہی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص امانت ادا نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ امانت کا بوجھ ابھی اس کے اوپر ہے یعنی وہ اٹھانے والا ہے اور اسی کا مطلب امانت میں خیانت کرنا ہے۔حاصل یہ ہے کہ امانت اٹھانے کا معنی اس میں خیانت کرنا ہے۔

4. علامہ فضل بن حسن الطبرسی (متوفیٰ 548ھ) سورۃ احزاب:72 کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

قال الزجاج: كل من خان الأمانة فقد حملها، ومن لم يحمل الأمانة فقد أداها، وكذلك كل من أثم فقد احتمل الإثم. قال الله سبحانه: (وليحملن أثقالهم و أثقالا مع أثقالهم). فقد أعلم الله سبحانه أن من باء بالإثم يسمى حاملا للإثم، وهو قول الحسن، لأنه قال: الكافر والمنافق حملا الأمانة أي: خانا ولم يطيعا، و أنشد بعضهم في حمل الأمانة بمعنى الخيانة۔(19)

ترجمہ: زجاج نے کہاہر وہ شخص جس نے امانت میں خیانت کی اس نے اسے اٹھالیا اور جس نے امانت نہیں اٹھائی اس نے اسے ادا کر دیا اسی طرح ہر ایک جس نے گناہ کیا ہے وہ گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے ۔خدا پاک نے کہا اور بے شک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ پس اللہ پاک زیادہ جانتا ہے جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ اسے اٹھانے والا کہا جاتا ہے اور یہ حسن کا قول ہے اس لیے اس نے کہا کہ کافر اور منافق نے امانت اٹھالی یعنی ان دونوں نے خیانت کی اور نافرمانی کی۔ بعض نے حمل امانت کو خیانت کے معنی میں کیا ہے۔

علامہ طبرسی زجاج کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس نے امانت میں خیانت کی اس نے اسے اٹھالیا اور جس نے اسے نہیں اٹھایا اس نے امانت ادا کر دی۔ علامہ طبرسی کے نزدیک بھی حمل کا معنی خیانت کرنا ہے۔

5. علامہ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی الحنبلی (متوفیٰ 597ھ) اسی آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

فعرفنا الله ان السموات والارض لم تحتمل الامانة لانها ادتها وداؤها طاعة الله وترک معصیته وکل من خان الامانة فقد احتملها وکذلک کل من اثم فقداحتمل الاثم وکذلک قال الحسن(وحملها الانسان) ای الکافروالمنافق حملاها ای خانا ولم یطیعا۔[20]

ترجمہ: پس خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ آسمان اور زمین امانت نہیں اٹھا سکتے کیوں کہ انہوں نے اسے پورا کیا اور اس کا انجام خدا کی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو ترک کرنا ہے اور جس نے امانت میں خیانت کی اس نے اسے اٹھالیا اور اسی طرح ہر وہ شخص جو امانت میں خیانت کرتا ہے اس نے گناہ اٹھالیا اور اسی طرح حسن نے کہا: "اور انسان نے اسے اٹھایا" یعنی کافر اور منافق نے اسے اٹھایا، یعنی: انہوں نے خیانت کی اور اطاعت نہ کی۔

علامہ ابو الفرج نے آیت امانت میں حمل کا معنی اٹھانا کیا اور یہ لکھا ہے کہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو اس امانت کے اٹھانے کا اختیار دیا گیا تھا ان پر لازم نہیں کیا گیا تھا۔ علامہ ابو الفرج امانت اٹھانے کے حکم کو اختیاری قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مختلف مخلوقات کے سامنے جب امانت پیش کی گئی تو انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ اس کو اٹھالیں یا نہ اٹھائیں ان کی مرضی ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک بھی حمل کا معنی اٹھانا ہے۔

6. علامہ عبد اللہ بن عمر البیضاوی (متوفیٰ 685ھ) لکھتے ہیں:

والمعنى انها لعظمة شانهابحيث لوعرضت علىٰ ہذه الاجرام العظام وكانت ذات شعورو ادارک لابين ان يحملنها وبحملها الخيانة فيها والامتناع عن اداءها ومن قولهم حامل الامانة ومحتملها لمن لا يؤديها فتبراء ذمته۔[21]

ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ یہ اتنا عظیم ہے کہ اگر یہ ان عظیم اجسام کے سامنے پیش کیا جائے اور احساس و آگہی کا حامل ہوتا تو وہ اسے اٹھانے سے انکار کر دیتے اور اس کے اٹھانے سے اس میں خیانت ہے اور اس کے انجام دینے سے پرہیز ہے اور اس سے ان کا قول ہے: امانت اٹھانے والا اور نہ ادا کرنے والے کے لیے اٹھائے اور اس کا فرض ساقط ہو گیا۔

علامہ بیضاوی نے آیت امانت کے ترجمہ میں حمل کا معنی اٹھانا کیا ہے جب کہ اس کی تفسیر میں حمل سے خیانت کرنا مراد لیتے ہیں۔

7. علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفیٰ 754ھ) آیت امانت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال الزجاج: كل من خان الأمانة فقد حملها، ومن لم يحمل الأمانة فقد أداها۔[22]

ترجمہ: ہر وہ شخص جس نے امانت میں خیانت اس نے اسے اٹھایا اور جس نے امانت نہیں اٹھائی اس نے اسے ادا کیا۔

علامہ اندلسی زجاج کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو امانت میں خیانت کرتا ہے وہ امانت کو اٹھانے والا ہے یعنی اس کا بوجھ اس کے سر ہے۔ جس نے امانت کو نہیں اٹھایا اس نے امانت ادا کر دی۔

8. حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر (متوفیٰ 774ھ) آیت امانت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن ابن عباس يعنى بالامانة الطاعة وعرضها عليهم قبل ان يعرضها علىٰ آدم فلم يطقنها فقال لآدم انى قد عرضت الامانة علىٰ السموات والارض والجبال فلم يطقنها فهل انت آخذ بما فيها قال يارب ومافيها قال ان احسنت جزيت وان اساءت عوقبت فاخذها آدم فتحملها۔[23]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق کے بعد ان سے کہا میں نے یہ امانت آسمان وزمین پر پیش کی، تو انھوں نے اس سے عاجز ہونے کا اظہار کر دیا، تو کیا تم اس کو اُٹھا سکتے ہو؟ اگر تم اس کو اُٹھانے کا حق ادا کرو گے، تو تمھیں اس کا بہترین اجر عطا کیا

جائے گا اور اگر تم نے اس امانت کا حق ادا نہیں کیا، ضائع کر دیا تو تم کو عذاب ہو گا، حضرت آدم نے اس کو قبول فرمالیا۔ اس طرح دین و شریعت کے احکام انسان کے کندھوں پر رکھے گئے۔

تفسیر ابن کثیر میں علامہ ابن کثیر حمل امانت سے امانت کا اٹھانا مراد لیتے ہیں، جبکہ امانت سے مراد اطاعت لیتے ہیں۔

9. علامہ ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی (متوفیٰ 885ھ) نے حمل امانت کا درج ذیل معنیٰ کیا ہے:

وكل من اودعه شيئافضيعه وضمن به عن اهله ومنعه عن مستحقه خائن فيه حامل له فمنهم من استدل بعقله علىٰ كل من المحق والمبطل فبذل له من قواه مايستحقه فكان باذلا للامانة غير حامل لها ومنهم من عكس ذلک وهم الاكثرفكان حاملا خائنا فيها امر به من بذلها۔[24]

ترجمہ: اور جس نے کوئی چیز اس کے سپرد کی، پھر اسے کھو دیا، اس کے مالک کی طرف سے اس کا ذمہ لیا، اور اس کے حق دار سے اسے روک دیا، وہ اس میں خیانت کرنے والا ہے یعنی اسے اٹھانے والا ہے۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی عقل کو صحیح اور غلط کا تعین کرنے کے لیے استعمال کیا اور ان کو اپنی طاقت سے وہی کچھ دیا جس کے وہ حقدار تھے، اس لیے وہ امانت دینے والے تھے لیکن اس پر عمل کرنے والے نہیں تھے۔ اس کے بر عکس، اور وہ قابل اعتماد ہیں وہ اٹھانے والا یعنی اس کا خیانت کرنے والا تھا اس نے اسے اس کی طرف سے ایسا کرنے کا حکم دیا۔ جنس سے انتساب کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ اس کا ہر فرد ایسا ہو، اس لیے یہاں اس بات کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ وہ اکثریت ہے اور اس کے اظہار میں یہ اشارہ ہے کہ وہ خیانت نہیں کرتا۔

علامہ بقاعی نے اپنی تفسیر نظم الدرر میں اسی طرح یحملنها اور حملها الانسان دونوں جگہ حمل کا معنی امانت میں خیانت کرنا کیا ہے۔ علامہ بقاعی کے نزدیک بھی حمل امانت کا معنی امانت میں خیانت کرنا ہے۔

10. علامہ باقر المجلسی (متوفیٰ 1120ھ) آیت امانت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فيكون المعنى عرضنا الأمانة على أهل السماوات والأرض والجبال من الملائكة والانس والجن " فأبين أن يحملنها أي فأبى أهلهن أن يحملوا تركها وعقابها والمأثم فيها وأشفقن منها أي أشفق أهلهن عن حملها وحملها الانسان إنه كان ظلوما لنفسه بارتكاب المعاصي جهولا بموضع الأمانة في استحقاق العقاب على الخيانة فيها، فالمراد بحمل الأمانة تضييعها. قال الزجاج: كل من خان الأمانة فقد حملها، ومن لم يحمل الأمانة فقد أداها۔[25]

ترجمہ: پس معنی ہو گا کہ ہم نے آسمان والوں اور زمین والوں اور پہاڑ والوں یعنی فرشتے، انسانوں اور جنوں پر امانت پیش کی تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ پس ان کے اہل نے اسے اس کے چھوڑنے اور اس سزا اور اس کے گناہوں کو برداشت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور اس میں انسان نے خیانت کر لی بے شک وہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر ظلم کر رہا تھا امانت کے مقام سے ناواقف تھا اور اس میں غداری کی سزا کا حق دار تھا۔ پس حمل امانت سے مراد اس کو ضائع کرنا ہے۔ زجاج نے کہا ہر وہ شخص جس نے امانت میں خیانت کی پس اس نے اسے اٹھالیا اور جس نے اسے نہیں اٹھایا اس نے اسے ادا کر دیا۔

علامہ باقر مجلسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں کہ آسمانوں سے اہل آسمان ،زمینوں سے اہل زمین اور جبال سے مراد فرشتے اور جن ہیں جنہوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کرتے ہوئے امانت میں خیانت کی۔ان کے نزدیک حمل امانت سے مراد امانت میں خیانت کرنا ہے۔

تجزیہ:

امانت و حمل امانت سے متعلق متقدمین مفسرین نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بہت کچھ لکھا لیکن چند مفسرین جن میں علامہ سمرقندی، علامہ ابن جوزی، علامہ بیضاوی اور علامہ ابن کثیر شامل ہیں، نے حمل امانت کا معنی امانت کا اٹھانا لیا ہے۔اس کے برعکس چند مفسرین اور ماہر لغات جن میں علامہ زمخشری، علامہ قشیری، علامہ بغوی، علامہ البقاعی، علامہ اندلسی، علامہ طبرسی، علامہ باقر المجلسی، علامہ ابن منظور افریقی، علامہ فیروزآبادی اور علامہ زبیدی وغیرہ نے حمل امانت سے امانت میں خیانت کرنا مراد لیا ہے۔

امانت و حمل امانت اردو تفسیری آراء کے تناظر میں

سورۃ احزاب: 72 میں مذکور امانت اور حمل امانت سے کیا مراد ہے اس بارے میں اردو تفسیری ادب میں مختلف معانی و مطالب مراد لئے گئے ہیں۔ عصری مفسرین نے امانت کے مختلف معانی ومفاہیم مراد لیے ہیں لیکن حمل امانت کا معنی اکثر نے ایک ہی کیا ہے اور وہ ہے امانت کا اٹھانا۔ ان میں سے چند ایک مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں۔

1. شاہ عبد القادر (متوفیٰ 1235ھ) آیت امانت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم نے دکھلائی امانت آسمانوں اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اس کو انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس، نادان۔[26]

شاہ عبد القادر نے اپنی تفسیر موضح القرآن میں حمل امانت سے مراد امانت کا اٹھانا لیا ہے۔ شاہ عبد القادر لکھتے ہیں کہ امانت آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو دکھلائی گئی لیکن کسی نے اسے قبول نہ کیا تو اسے انسان نے اٹھالیا ان کے نزدیک حمل کا معنیٰ اٹھانا ہے۔

2. مولانا احمد رضا خان (متوفی 1340ھ) آیت امانت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔ مولانا احمد رضا خان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ امانت سے مراد اطاعت و فرائض ہیں جنہیں اللہ پاک نے اپنے بندوں پر پیش کیا تھا۔ انہیں کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ ادا کریں گے تو ثواب پائیں گے اگر نہ ادا کریں گے تو عذاب دیئے جائیں گے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا امانت نماز ادا کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج کرنا، سچ بولنا، ناپ اور تول میں لوگوں کی ودیعتوں میں عدل کرنا ہے۔ بعض نے کہا کہ امانت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا کے تمام اعضاء ہاتھ، پاؤں وغیرہ سب امانت ہیں اس شخص کا ایمان ہی کیا جو امانت دار نہ ہو۔[27]

مولانا احمد رضا خان کے نزدیک امانت سے مراد اطاعت خداوندی، ادائیگی فرائض و واجبات، جملہ اعضائے جسمانی اور اوامر و نواہی ہیں اور ان کے نزدیک حمل امانت کا معنی امانت کا اٹھانا ہے۔

3. مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفیٰ 1370ھ) آیت امانت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم نے دکھلائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اس کو انسان نے، یہ ہے بڑا بے ترس، نادان۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ امانت سے مراد ایمان و ہدایت کا ایک تخم ہے جو قلوب بنی آدم میں بکھیرا گیا۔ اسی تخم کی نگہداشت کرنے سے ایمان کا درخت اگتا ہے۔ گویا بنی آدم کے قلوب اللہ کی زمینیں ہیں بیج بھی اسی نے ڈال دیا ہے بارش برسانے کے لیے رحمت کے بادل بھی اسی نے بھیجے۔ آدمی کا فرض یہ ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو امانت الہیہ ہے ضائع نہ ہونے دے بلکہ پوری سعی و جہد سے اس کی پرورش کرے مبادا غلطی یا غفلت سے بجائے درخت اگنے کے بیج بھی خشک ہو

جائے۔ جب حصول ایمان ہو جائے پھر علوم قرآن و سنت کی بارش سے اگر ٹھیک طور پر انتفاع کیا جائے تو ایمان کا پودا اگے، بڑھے، پھولے اور آدمی کو اس کے ثمرات شیریں سے لذت اندوز ہونے کا موقع ملے۔ اگر انتفاع میں کوتاہی کی جائے تو اسی قدر درخت کے ابھرنے یا پھولنے میں نقصان رہے یا بالکل غفلت برتی جائے تو سرے سے تخم بھی برباد ہو جائے۔ یہ وہ امانت تھی جو اللہ پاک نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کو دکھلائی۔ حمل امانت یہ کہ جب یہ امانت زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔[28]

تفسیر عثمانی میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے بھی حمل امانت کا مطلب امانت کا اٹھانا ہی لیا ہے۔ جب کہ امانت سے ایمان وہدایت کا ایسا تخم مراد لیا ہے جو تمام انسانوں کے قلب میں اللہ نے رکھا ہے اور اسے اپنی رحمت کی بارش سے سیراب کرتا ہے جس سے ایمان کا درخت اگتا، پھلتا، پھولتا اور پروان چڑھتا ہے جو انسان کے لیے باعث افتخار اور دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

4. مفتی محمد شفیع عثمانی (متوفیٰ 1397ھ) آیت امانت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم نے دکھلائی امانت آسمان اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس، نادان۔ مفتی محمد شفیع اپنی تفسیر معارف القرآن میں مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امانت کو ایک ایسی چیز کو قرار دیتے ہیں جس کا تعلق انسان کے قلب سے ہے اور وہی تکالیف شرعیہ اور وظائف دینیہ کے مختلف ہونے کی صلاحیت و استعداد رکھتا ہے اس پر وہ ایک حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب چار چیزیں تمہیں حاصل ہو جائیں تو دنیا کی اور کوئی چیز تمہیں حاصل نہ ہو تو کوئی افسوس کی بات نہیں وہ چار چیزیں یہ ہیں امانت کی حفاظت، بات کی سچائی، حسن خلق اور لقمہ حلال۔[29]

مفتی محمد شفیع کے نزدیک امانت کا تعلق دل سے ہے کیوں کہ دل ہی اس بات کی صلاحیت اور استعداد رکھتا ہے جو کہ تکالیف شرعیہ اور وظائف دینیہ کے مختلف ہونے کی صلاحیت واستعداد ہے۔ اور ان کے نزدیک حمل امانت کا معنی امانت کا اٹھانا ہے۔

5. مولانا مودودی (متوفیٰ 1399ھ) سورۃ احزب: 72 کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھا لیا بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ اس آیت میں مولانا مودودی امانت سے مراد وہی خلافت لیتے ہیں جو قرآن مجید کی رو سے انسان کو زمین

میں عطا کی گئی ہے اللہ تعالی نے انسان کو طاعت و معصیت کی جو آزادی بخشی ہے اور اس آزادی کو استعمال کرنے کے لیے اسے اپنی بے شمار مخلوقات پر تصرف کے جو اختیارات عطا کیے ہیں ان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان خود اپنے اختیاری اعمال کا ذمہ دار قرار پائے اور اپنے صحیح طرز عمل پر اجر کا اور غلط طرز عمل پر سزا کا مستحق بنے یہ اختیارات چونکہ انسان نے خود حاصل نہیں کیے ہیں بلکہ اللہ نے اسے دیئے ہیں اور ان کے لئے صحیح و غلط استعمال پر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہے اس لیے قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر ان کو خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہاں انہی کے لیے امانت کا لفظ استعمال کیا گیا۔[30]

مولانا مودودی نے اس آیت میں امانت سے مراد خلافت لیا ہے اور یہ اچھوتا معنٰی ہے اور تفسیری ادب میں کسی نے یہ معنٰی نہیں کیا انہوں نے امانت سے مراد خلافت فی الارض لیا ہے اور یہ ان کی انفرادیت ہے جو کہ قابل تحسین ہے اور آیت کے مفہوم کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے۔ فابين أن يحملنها کا ترجمہ آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا گیا ہے اور حمل کا معنٰی اٹھانا کیا ہے۔

6. پیر محمد کرم شاہ الازہری(متوفیٰ 1418ھ) آیت امانت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے (کہ وہ اس کی ذمہ داری اٹھائیں) تو انہوں نے انکار کر دیا اس کے اٹھانے سے وہ ڈر گئے اس سے اور اٹھالیا اس کو انسان نے بیشک یہ بڑا ظلوم بھی ہے (اور) جہول بھی۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اہل لغت کے حوالہ سے لکھتے ہیں جب کوئی شخص امانت واپس کرنے سے انکار کر دے اور اس میں خیانت کرے تو عرب کہتے ہیں حمل الامانة یعنی اس نے امانت واپس کرنے سے انکار کر دیا اور اس کا بوجھ اٹھالیا اس آیت مبارکہ میں حمل اس معنی میں استعمال ہوا ہے اس لغوی تحقیق کے پیش نظر آیت کا معنی ہو گا: ہم نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر اس امانت کو پیش فرمایا فابين ان يحملنها تو انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا، جو حکم ربانی ملا بے چون وچرا اس کی تعمیل میں لگ گئے سر مو انحراف اور سستی نہیں کی، واشفقن منها وہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں امانت میں خیانت کرنے سے وہ غضب الٰہی کے شکار نہ ہو جائیں وحملها الانسان لیکن انسان نے اس امانت میں خیانت کی اور اس کا بوجھ گردن پر اٹھایا۔[31]

پیر محمد کرم شاہ الازہری آیت امانت کے ترجمہ میں حمل کا معنی اٹھانا کرتے ہیں لیکن اس کی تفسیر میں حمل سے خیانت کرنا مراد لیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اہل لغت کے نزدیک جب کوئی شخص امانت واپس کرنے سے انکار کر دے اور اس میں خیانت کرے تو اہل عرب کہتے ہیں حمل الامانۃ اس نے امانت واپس کرنے سے انکار کر دیا یعنی امانت میں خیانت کر دی۔ لہٰذا ان کے نزدیک بھی حمل امانت کا معنیٰ امانت میں خیانت کرنا ہے۔

7. مفتی محمد عاشق الٰہی (متوفیٰ 1423ھ) آیت امانت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> کہ بلاشبہ ہم نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا بے شک وہ ظلوم اور جہول ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد عاشق الٰہی اپنی تفسیر انوار البیان میں لکھتے ہیں کہ امانت سے مراد فرائض اور انسانی اعضاء ہیں اور حمل امانت سے مراد امانت کو اپنے ذمے لینا یعنی امانت کا اٹھانا ہے جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔[32]

مفتی محمد عاشق کے نزدیک امانت سے مراد فرائض اور اعضائے جسمانی ہیں اور حمل امانت کا معنیٰ امانت کو اپنے ذمہ لینا یعنی امانت کا اٹھانا ہے۔

8. علامہ غلام رسول سعیدی (متوفیٰ 1437ھ) آیت امانت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> بیشک ہم نے آسمانوں پر اور زمینوں پر اور پہاڑوں پر (اپنے احکام کی) امانت پیش کی تو انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کیا اور اس میں خیانت کرنے سے ڈرے، اور انسان نے اس امانت میں خیانت کی بیشک وہ بہت ظلم کرنے والا بڑا جاہل ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں اکثر مترجمین نے فابین ان یحملنھا کا ترجمہ کیا ہے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور حمل کا معنی اٹھانا کیا ہے لیکن علامہ سعیدی نے اس کا ترجمہ کیا ہے انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا۔

علامہ سعیدی اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جن مترجمین نے حمل امانت کا معنی امانت کا اٹھانا کیا ہے ان کے ترجمہ پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے بااختیار نہیں بنایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں یا نہ کریں، بااختیار اللہ نے صرف انسانوں اور جنات کو بنایا ہے، اس لئے آسمانوں اور زمینوں کا اس امانت کو اٹھانے سے انکار کرنا محل اعتراض ہے۔ اور انہوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے: انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے

انکار کر دیا، اور اب اس آیت پر یہ اشکال وارد نہیں ہوتا کہ آسمان اور زمین وغیرہ بااختیار نہیں ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ وحملها الانسان کا ترجمہ انہوں نے کیا ہے اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا بیشک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی جس امانت کو اٹھانے سے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے انکار کر دیا تھا اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا تھا تو انسان کو باعث تحسین و آفرین ہونا چاہیے تھا جبکہ اس کو اللہ نے بڑا ظالم اور بہت جاہل کیوں فرمایا؟ علامہ سعیدی نے اس کا ترجمہ کیا ہے اور انسان نے اس امانت میں خیانت کی بیشک وہ بہت ظلم کرنے والا اور بڑا جاہل ہے، کیونکہ حمل کا معنی جس طرح اٹھانا ہے اسی طرح حمل کا معنی خیانت کرنا بھی ہے اور اب اس آیت پر کوئی اشکال اور اعتراض نہیں ہے۔

علامہ سعیدی مزید لکھتے ہیں:

> میں بچپن سے اس آیت پر غور کرتا رہا ہوں اور قرآن مجید کے تراجم میں یہ پڑھ کر کہ "آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اللہ کی امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے" میں سوچتا تھا کہ جب کوئی بھی اس امانت کو نہ اٹھا سکا اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا تو اس کی تحسین ہونی چاہیے تھی حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی مذمت فرما رہا ہے کہ وہ بڑا ظالم اور بہت جاہل ہے، پھر جب میں نے پڑھانا شروع کیا اور دینی کتب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں حمل کا معنی خیانت کرنا بھی ہے، یعنی انسان نے اس امانت میں خیانت کی وہ بڑا ظالم اور بہت جاہل ہے، پھر میں اسی طرح اپنے طلبہ کو پڑھاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر لکھنے کی توفیق اور سعادت عطا کی تو میں نے کھل کر اس آیت پر لکھا اور قرآن مجید کے پیغام کو شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا۔[33]

علامہ سعیدی آیت امانت میں حمل کا معنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح اس کا معنی اٹھانا ہے اسی طرح خیانت کرنا بھی ہے اور اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اس کو انسان نے اٹھالیا۔ اسے تو باعث تحسین وآفرین ہونا چاہیے تھا جب کہ اللہ نے اس کو بڑا ظالم اور جاہل قرار دیا۔ یہ معنی درست نہیں ہے۔ درست معنی یہ ہوگا کہ انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اب کوئی اشکال واعتراض نہیں ہوگا اور آیت کا درست مفہوم بھی واضح ہو جائے گا۔

علامہ سعیدی کے نزدیک امانت سے مراد تو وہی عبادات و معاملات وغیرہ ہیں لیکن حمل امانت کا مفہوم اکثر مفسرین سے

ہٹ کر بیان کرتے ہیں اور وہ امانت میں خیانت کرنا ہے۔ جس کی تائید میں کتب لغت اور قدیم وجدید تفاسیر کے اقتباسات بھی زیر نظر مقالہ میں مذکور ہیں۔ علامہ سعیدی کی تفسیر (امانت میں خیانت) درست معلوم ہوتی ہے اور عقل کے بھی مطابق ہے اور اس کا کتب لغت میں بھی ثبوت ملتا ہے۔

9. مفتی تقی عثمانی آیت امانت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کا بوجھ اٹھالیا حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم بڑا نادان ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں یہاں امانت کا مطلب ہے "اپنی مرضی سے اللہ تعالی کے احکام کی اطاعت کی ذمہ داری لینا" اس کائنات میں اللہ پاک کے بہت سے تکوینی کام تو وہ ہیں جنہیں ماننے پر تمام مخلوقات مجبور ہیں اور وہ اللہ تعالی کے حکم کے خلاف کر ہی نہیں سکتیں مثلاً موت اور زندگی کا فیصلہ وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالی نے اپنی مختلف مخلوقات کو یہ پیشکش فرمائی کہ بعض احکام کے معاملے میں انہیں یہ اختیار دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو اللہ تعالی کا حکم مان کر اس پر عمل کریں اور اگر چاہیں تو حکم پر عمل نہ کریں پہلی صورت میں ان کو جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوسری صورت میں انہیں دوزخ کا عذاب دیا جائے گا جب یہ پیشکش آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو کی گئی تو وہ یہ ذمہ داری اٹھانے سے ڈر گئے اور انہوں نے ایسی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں دوزخ کے عذاب کا خطرہ ہو۔ لیکن جب انسان کو یہ پیشکش کی گئی تو اس نے یہ ذمہ داری اٹھالی۔ آسمان، زمین اور پہاڑ اگرچہ دیکھنے میں ایسے نظر آتے ہیں کہ جیسے ان میں شعور نہیں ہے لیکن قرآن کریم کی کئی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کسی نہ کسی درجے میں شعور ہے جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل:44 میں موجود ہے۔ اس لئے ان مخلوقات کو یہ پیشکش حقیقی معنی میں ہوئی ہو اور انہوں نے انکار کیا ہو تو اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امانت کی پیشکش اور اس سے انکار مجازی معنی میں ہو، یعنی اس امانت کے اٹھانے کی صلاحیت نہ ہونے کو انکار سے تعبیر فرمایا گیا۔ جنہوں نے امانت کا یہ بوجھ اٹھانے کے بعد اس کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تعالی کی اطاعت نہ کی یعنی کافر اور منافق لوگ۔[34]

آیت امانت میں مفتی تقی عثمانی نے امانت کا مطلب اپنی آزاد مرضی سے اللہ تعالی کے احکام کی اطاعت کو قرار دیا ہے یعنی

مختلف مخلوقات کو یہ ذمہ داری پیش کر کے انہیں اختیار دیا گیا کہ وہ چاہیں تو قبول کر لیں اور چاہیں تو قبول نہ کریں اور ان کے نزدیک حمل امانت کا معنی امانت کو اٹھانا ہے۔ اور انسان سے مراد کافر و منافق ہیں۔

امانت و حمل امانت کے مفہوم سے متعلق اردو تفسیری آراء کا تجزیاتی مطالعہ

امانت و حمل امانت کے معنی و مفہوم سے متعلق اردو تفسیری ادب میں چند مفسرین جن میں مولانا احمد رضا خان بریلوی، شاہ عبد القادر، پیر محمد کرم شاہ الازہری، اور مولانا محمد عاشق الٰہی شامل ہیں کے نزدیک امانت سے مراد اطاعت خداوندی، فرائض و واجبات کی ادائیگی، امانت ادائیگی، ارکان خمسہ کی ادائیگی، اوامر و نواہی اور جملہ اعضائے جسمانی ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے نزدیک امانت سے مراد ایمان و ہدایت کا ایک تخم ہے جو قلوب بنی آدم میں بکھیرا گیا ہے اسی تخم کی نگہداشت سے ایمان کا درخت اگتا ہے اور اس کی حفاظت سے انسان پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔ مفتی محمد شفیع کے نزدیک امانت سے مراد تکالیف شرعیہ، وظائف دینیہ، لقمہ حلال، حسن خلق اور بات کی سچائی ہے۔ مولانا مودودی کے نزدیک امانت سے مراد وہی خلافت ہے جو قرآن مجید کی رو سے انسان کو زمین میں عطا کی گئی۔ علامہ غلام رسول سعیدی کے نزدیک امانت سے مراد فرائض و واجبات اور اطاعت خداوندی ہے، لیکن حمل امانت کا مفہوم امانت میں خیانت کرنا ہے اور یہ مفہوم معاصر اردو مفسرین کی آراء سے مختلف ہے لیکن یہ ان کی اپنی ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ انہوں نے متقدمین مفسرین (علامہ زمخشری، علامہ قشیری، علامہ اندلسی، علامہ بقاعی، علامہ طبرسی اور علامہ باقر مجلسی وغیرہ کی تفاسیر اور مشہور ماہر لغات علامہ ابن منظور افریقی، علامہ فیروز آبادی اور علامہ زبیدی کے اقتباسات بطور دلیل پیش کئے ہیں اور ان دلائل کی روشنی میں علامہ سعیدی کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔

خلاصہ بحث:

زیرِ نظر مقالہ سے اخذ شدہ نتائج درج ذیل ہیں۔

1۔ جمہور مفسرین نے امانت کا لغوی معنیٰ امین ہونا، امانت داری اور دیانت داری کیا ہے۔ جبکہ مرادی معنیٰ و مفہوم مختلف لیے جیسے کہ فرائض و واجبات ادا کرنا، مکروہات و محرمات سے اجتناب کرنا، اوامر و نواہی، اعضائے جسمانی اور عہدہ و منصب وغیرہ۔

2۔ مولانا مودودی نے امانت سے مراد وہ خلافت لی ہے جو انسان کو زمین میں عطا کی گئی۔ یہ ان کی انفرادیت ہے۔

3۔ چند مفسرین (علامہ سمرقندی، علامہ ابن الجوزی، علامہ ابن کثیر) نے حمل امانت سے مراد امانت کا اٹھانا لیا ہے۔

4۔ متقدمین مفسرین (علامہ زمخشری، علامہ ابو البرکات، علامہ طبرسی، علامہ باقر مجلسی، علامہ بغوی، علامہ اندلسی، علامہ

بقاعی وغیر ہم) نے حمل امانت کا معنیٰ امانت میں خیانت کرنا کیا ہے۔

5۔اردو تفسیری آراء میں مفتی محمد شفیع دیوبندی، مفتی تقی عثمانی، مولانا احمد رضا خان، مولانا مودودی وغیرہ نے حمل امانت سے مراد امانت کا اٹھانا لیا ہے۔

6۔اردو تفسیری آراء کے ذخیرہ میں (علامہ غلام رسول سعیدی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری) نے اپنی تفاسیر میں حمل امانت کا معنیٰ امانت میں خیانت کرنا مراد لیا ہے جو کہ متقدمین مفسرین (علامہ زمخشری،علامہ ابوالبرکات ،علامہ طبرسی وغیر ہم)اوراصحاب لغات (ابن منظور افریقی، علامہ فیروزآبادی وغیر ہم) کے مطابق ہے۔

7۔متقدمین اور عصری مفسرین کی آراء کا مطالعہ کرنے کے بعد علامہ سعیدی اور پیر کرم شاہ الازہری کی طرف سے حمل امانت کا معنیٰ امانت میں خیانت کرنا، آیت (سورۃ احزاب:72) کے سیاق وسباق کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] القرآن:72:33

[2] سعیدی، غلام رسول، علامہ، **تبیان القرآن**، فرید بک سٹال، لاہور، 1425ھ، ج9، ص572

[3] المصطفوي، الشیخ حسن، **التحقیق في کلمات القرآن الکریم**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1410ھ، ج1، ص150

[4] المناوي، محمد عبد الروف، **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ ج1، ص288

[5] افریقی، ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، **لسان العرب**، مکتبہ احیاء التراث، بیروت، 1420ھ، ج4، ص480

[6] ایضا

[7] ایضا

[8] بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، امام، **الصحیح البخاری**، مکتبہ رحمانیہ، ملتان، 1428ھ، رقم الحدیث 4289، ج1، ص110

[9] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**، ادارۃ المعارف، کراچی، 1428ھ، ج2، ص224

[10] ایضاً، ج4، ص298

[11] بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1413ھ، رقم الحدیث 6396، ج2، ص82

[12] السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، مکتبہ احیاء التراث، بیروت، 1409ھ، رقم الحدیث 536، ج2، ص169

[13] افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، مکتبہ احیاء التراث، بیروت، 1420ھ، ج4، ص482

[14] فیروزآبادی، مجد الدین، علامہ، القاموس المحیط، مؤسستہ الرسالہ، دمشق، 1419ھ، ج3، ص529

[15] زبیدی، محمد مرتضیٰ، سید، تاج العروس، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1412ھ، ج1، ص388

[16] سمرقندی، ابو اللیث نصر بن محمد، تفسیر السمرقندی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1413ھ، ج3، ص63

[17] البغوی، حسین بن مسعود، امام، تفسیر البغوی، دار ابن حزم، بیروت، 1411ھ، ج6، ص380

[18] زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمر، الکشاف، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1417ھ، ج3، ص573-574

[19] الطبرسی، فضل بن حسن، علامہ، مجمع البیان، نظامی پریس، لکھنو، انڈیا، 1356ھ، ج8، ص186-187

[20] ابو الفرج، عبد الرحمٰن بن علی بن محمد، زاد المسیر فی علم التفسیر، مطبوعہ المکتب الاسلامیہ، بیروت، 1404ھ، ج6، ص433

[21] بیضاوی، ابو سعید عبد اللہ بن عمر، امام، انوار التنزیل واسرار التاویل، مکتبہ رحمانیہ، ملتان، 1431ھ، ج4، ص388

[22] اندلسی، ابو الحیان، محمد بن یوسف، علامہ، البحر المحیط، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ، ج8، ص511

[23] ابن کثیر، ابو الفداء، عماد الدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، دار الطیبہ للنشر والتوزیع، بیروت، 1420ھ، ج8، ص280

[24] البقاعی، ابو الحسن ابراہیم بن عمر، علامہ، تفسیر نظم الدرر، دار الکتاب الاسلامی، قاہرہ، مصر، 1389ھ، ج18، ص141

[25] المجلسی، باقر، علامہ، بحار الانوار، موسستہ العلمیہ، بیروت، 1412ھ، ج5، ص278

[26] دہلوی، شاہ عبد القادر، موضح القران، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1415ھ، ص427

[27] مرادآبادی، نعیم الدین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 1432ھ، ص791

[28] عثمانی، شبیر احمد، علامہ، تفسیر عثمانی، اشرفی بک ڈپو، یوپی، انڈیا، 1415ھ، ص569

[29] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج7، ص242

[30] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1429ھ، ج4، ص135

[31] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1400ھ، ج4، ص101-102

[32] عاشق الٰہی، انوار البیان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1420ھ، ج5، ص202

[33] سعیدی، تبیان القرآن، ج9، ص586

[34] عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1430ھ، ص905